از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ:12مئی1959

پیرس ناتھ ٹھاکر

بنام

شریمتی موہنی داسی ودیگراں

(بی پی سنہا، پی بی گجیندر گڈکر اور کے این وانچو، جسٹس صاحبان)

عمل درآمد-ٹرسٹ کے دستاویز پر مبنی دیوتا کا دعوی عدالتِ عمل درآمد کے ذریعے برقرار رکھا گیا-ڈگری دار کی طرف سے دعوی-دستاویز، اگر جعلی نوعیت کا ہو- بارِ ثبوت-حقیقت کے ہم آہنگ نتائج-دوسری اپیل میں عدالت عالیہ کا اختیار- مجموع ضابطہ دیوانی آرڈر21، قوائد63،60.

مدعی کے طور پر مدعاعلیہان نے مقدمہ دائر کیا، جس میں سے موجودہ اپیل مجموع ضابطہ دیوانی کے آرڈر 21، رول 63 کی توضیعات کے تحت اس اعلان کے لیے اٹھتی ہے کہ اپیل کنندہ دیوتا کے حق میں انجام دیا گیا ٹرسٹ کا دستاویز ایک جعلی اور فرضی دستاویز تھا اور اس کے تحت آنے والی جائیدادیں ان کی ڈگری کے نفاذ میں فروخت ہونے کے قابل تھیں۔ نچلی عدالتوں نے مقدمہ خارج کر دیا لیکن عدالت عالیہ نے، دیوتا پر اپنا حق ثابت کرنے کی ذمہ داری کو غلط طریقے سے رکھ کر، نچلی عدالتوں کے ہم آہنگی کے نتائج کو مسترد کر دیا اور مدعاعلیہان کے مقدمے کا فیصلہ کیا۔

قرار کیا گیا کہ یہ سوال کہ آیا ٹرسٹ ڈیڈ ایک فرضی دستاویز ہے یا نہیں، بنیادی طور پر حقیقت کا سوال تھا۔

میناکشی ملز، مدورائی بنام کمشنر انکم ٹیکس، مدراس، [1956] ایس سی آر 691، کا حوالہ دیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پریوی اور اس عدالت کے فیصلوں کے ایک طویل سلسلے سے یہ بات اچھی طرح طے ہو گئی تھی کہ عدالت عالیہ، دوسری اپیل میں، نچلی عدالتوں کے ذریعے اخذ کردہ حقائق کے نتائج میں مداخلت نہیں کر سکتی، چاہے وہ کتنے ہی غلط ہوں۔

یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ یہ عدالت عالیہ کے لیے کھلا ہے کہ وہ حقائق کے نتائج کے پیچھے جائے، یہ واضح تھا کہ اس نے ذمہ داری کے سوال پر خود کو مکمل طور پر غلط سمت دی تھی۔ کسی مقدمے میں، جیسے کہ حال میں، جہاں مدعی نے یہ اعلان کرنے کی کوشش کی کہ ایک دستاویز جس پر سنجیدگی سے عمل کیا گیا اور اندراج کیا گیا ہے وہ ایک فرضی دستاویز ہے، اس پر یہ ثابت کرنے کا بوجھ بہت زیادہ تھا کہ ایسا تھا اور یہ بوجھ اور بھی زیادہ بھاری ہو گیا جہاں اس نے یہ اعلان طلب کیا کہ عدالت کی طرف سے ضابطے کے آرڈر 21، قاعدہ 60 کے تحت کسی تیسرے فریق کے دعوے کو برقرار رکھنے کا حکم غلط تھا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 655، سال 1957۔

منصف اپیل نمبر 309، سال 1946 میں ضلع جج، کٹک کے 12 جنوری 1948 کے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہونے والی دوسری اپیل نمبر 174، سال 1948 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے 22 اپریل 1954 کے فیصلے اور ڈگری سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، دوسرے منصف، کٹک کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف، 31 اگست 1946 کو، حق دعویٰ نمبر 120، سال 1943 میں۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھ شاستری اور بی پی مہیشوری۔

ایس پی سنہا اور آر پٹنائک، جواب دہندگان کے لیے، نمبر 2، 3 اور 4۔

12.1959 مئی۔

عدالت کا فیصلہ سنہا جسٹس نے سنایا۔

سنہا جسٹس- خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل اڑیسہ عدالت عالیہ کے 27 اپریل 1954 کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف ہدایت کی گئی ہے، جو دوسری اپیل پر منظور کی گئی تھی، جس میں نچلی عدالتوں کے بیک وقت فیصلوں کو الٹ دیا گیا تھا، جس میں مدعیوں کے مقدمے کو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 21 کے قاعدہ 63 کی توضیعات کے تحت قائم کیا گیا تھا (جسے اس کے بعد 'کوڈ' کہا گیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے)۔ مدعاعلیہان کی طرف سے یہ مقدمہ اس اعلان کے لیے دائر کیا گیا تھا کہ اوڈیشہ کے کٹک قصبے میں دگمبر جین مندر میں نصب پہلے مدعاعلیہان، پیریس ناتھ ٹھاکر کے حق میں 15 دسمبر 1926 کا ٹرسٹ کا دستاویز جعلی اور دھوکہ دہی تھا اور اس پر کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں تھا، اور یہ کہ ٹرسٹ کے مذکورہ دستاویز میں شامل جائیدادوں کا تعلق مدعاعلیہان 2 سے 4 سے تھا، اور مدعاعلیہان کے خلاف مدعاعلیہان کی طرف سے حاصل کردہ ڈگری (مدعاعلیہان 2 سے 4) کے نفاذ میں فروخت ہونے کے قابل تھے۔ دیوتا، پہلا مدعاعلیہ، پر ٹرسٹیز کی سرپرستی میں مقدمہ چلایا گیا۔

اس مقدمے کے حقائق، جو اس اپیل تک پہنچتے ہیں، جہاں تک وہ اس اپیل کے تعین کے لیے ضروری ہیں، مندرجہ ذیل ہیں: مدعی 14 اپریل 1927 کے ایک سادہ رہن نامہ کے سلسلے میں رہن یافتگان کے مفاد کے تفویض کار ہیں، جسے مدعاعلیہان کے دوسرے فریق کے پیشروؤں کے مفاد میں انجام دیا گیا تھا۔ رہن دار نے رہن کو نافذ کرنے کے لیے کٹک کے ماتحت جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ انہوں نے 11 جون 1935 کو ابتدائی ڈگری حاصل کی، جسے 13 اکتوبر 1936 کو حتمی شکل دی گئی۔ مقررہ وقت کے بعد، رہن والی جائیدادیں ڈگری داروں کے ذریعے فروخت اور خریدی گئیں، لیکن چونکہ رہن والی جائیدادوں کی فروخت سے واجب الادا رقم مطمئن نہیں ہوئی، اس لیے 29 اپریل 1940 کو مدعاعلیہان کے خلاف 2 سے 4 روپے کی رقم 11,000 روپے میں حاصل کی گئی۔ مذکورہ ٹرسٹ کے دستاویز کے تحت آنے والی متدعویہ جائیدادیں 23 ستمبر 1934 کو فیصلے سے پہلے منسلک کی گئی تھیں۔ جب ڈگری دار ٹرسٹ کے دستاویز کے تحت آنے والی جائیدادوں کے خلاف پیش قدمی کرتا ہے تو مدعاعلیہ - فریق اول ٹرسٹیز کے بذریعے ضابطے کے آرڈر 21 کے قاعدہ 63 کے تحت جائیدادوں پر دعوی کرنے کو ترجیح دیتا ہے، اور جائیدادوں کو دیوتا سے تعلق رکھنے کا دعوی کرتا ہے نہ کہ فیصلے کے قرض دہندگان سے۔ عدالت عمل درآمد نے ضابطہ کے تحت تحقیقات کرنے کے بعد دعویدار کے حق میں حکم جاری کیا۔ لہذا، مدعیوں نے ضابطہ اخلاق کے حکم 21 کے قاعدہ 63 کی توضیعات کے تحت مقدمہ دائر کیا، یہ الزام لگاتے ہوئے کہ مذکورہ ٹرسٹ ڈیڈ، جس کی بنا پر عدالت نے دعوی کی اجازت دی تھی، جیسا کہ مذکورہ بالا ہے، ایک جعلی اور دھوکہ دہی کا لین دین تھا جس میں ٹرسٹ کے دستاویز اور مقدمے کے موضوع کے تحت آنے والی جائیداد کا کوئی حق نہیں تھا۔ حقائق کی دونوں عدالتوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ درحقیقت ایک بت موجود تھا، اور یہ کہ عطیات دینے والوں سے عطیہ دہندگان کو حق منتقل کرنے کے لئے وقف کرنے کا عمل مؤثر تھا، اور یہ کہ عطیہ دہندگان، جو مدعاعلیہان کے دوسرے فریق کے پیشرو تھے - دوسرے فریق، نے خود کو ان جائیدادوں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں کسی بھی دلچسپی سے مکمل طور پر الگ کر لیا تھا جو ٹرسٹ کے دستاویز کا موضوع تھے۔ یہ بھی قرار پایا گیا کہ متدعویہ جائیدادوں کا تعلق گروی رکھنے والوں کے خاندان سے نہیں تھا، اور یہ کہ ٹرسٹ کے دستاویز کو صرف اس مقصد سے انجام دیا گیا تھا کہ ملکیت کو کسی شک یا تنازعہ سے بالاتر رکھا جائے۔ مدعیوں نے، پہلی دو عدالتوں میں ناکام ہونے کی وجہ سے، کٹک میں بااختیار عدالتِ عالیہ میں دوسری اپیل کو ترجیح دی۔ اپیل کی سماعت ایک ڈویژن بنچ نے کی، جس میں پانی گراہی، چیف جسٹس اور جسٹس نرسمھم شامل تھے۔ عدالت کا فیصلہ فاضل چیف جسٹس نے دیا جس نے نچلی عدالتوں کے فیصلوں کو کالعدم قرار دیا، اور پورے اخراجات کے ساتھ اپیل کی اجازت دی۔ چونکہ مدعاعلیہ اول فریق عدالت عالیہ سے اس عدالت میں اپیل کرنے کے لیے ضروری اجازت حاصل کرنے میں ناکام رہا، اس لیے اس نے خصوصی اجازت کے لیے اس عدالت کا رخ کیا جسے منظور کر لیا گیا۔ اس لیے یہ اپیل۔

یہ واضح ہے کہ دوسری اپیل پر عدالت عالیہ کے ذریعے طے کیا جانے والا سوال بنیادی طور پر ایک حقیقت تھی۔ یہ کہ عدالت عالیہ کیس کے اس پہلو سے واقف تھی، مندرجہ ذیل مشاہدے سے ظاہر ہوتا ہے جس کے ساتھ عدالت عالیہ کا فیصلہ شروع ہوتا ہے:--

"دوسری اپیل میں ہمارے سامنے جس اہم نکتے پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ آیا زبانی اور دستاویزی دونوں ثبوت اس نتیجے کی ضمانت دیں گے کہ یہ جائیدادیں درحقیقت دیوتا کے لیے وقف کی گئی تھیں۔"

پریوی کونسل کی جوڈیشل کمیٹی اور اس عدالت کے فیصلوں کے ایک طویل سلسلے سے یہ بات اچھی طرح طے ہوتی ہے کہ عدالت عالیہ، دوسری اپیل پر، حقائق کے سوالات میں نہیں جاسکتی، چاہے عدالتوں کے ذریعے درج کردہ حقائق کے نتائج کتنے ہی غلط ہوں۔ ان فیصلوں کا حوالہ دینا ضروری نہیں ہے۔ درحقیقت، مدعی-جواب دہندگان کے فاضل وکیل نے یہ دعوی نہیں کیا اور نہ ہی کر سکے کہ عدالت عالیہ دونوں عدالتوں کے ذریعے بیک وقت درج کردہ حقائق کے نتائج کے پیچھے جانے کی مجاز ہے۔ اس کے بعد عدالت عالیہ زبانی اور دستاویزی دونوں طرح کے شواہد کی جانچ پڑتال کے لیے نکلی، اور فریقین کی طرف سے پیش کردہ شواہد کی بڑی مقدار کی تفصیلی جانچ پڑتال کے بعد، اس نتیجے کو درج کیا کہ:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

"مدعاعلیہ نمبر 1 اپنا حق ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے اور یہ کہ مدعی فیصلے کے قرض دہندگان کے خلاف حاصل کردہ ڈگری کو پورا کرنے کے لیے مقدمے کی جائیدادیں فروخت کرنے کے حقدار ہیں۔"

ہماری رائے میں، عدالت عالیہ نے قانون اور حقائق دونوں میں خود کو مکمل طور پر غلط سمت دی ہے، جیسا کہ فی الحال ظاہر ہو گا، یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ وہ حقیقت کے نتائج کے پیچھے جانے کے لیے کھلا تھا۔

سب سے پہلے، عدالت عالیہ نے بارِ ثبوت کی کھو دی ہے، جیسا کہ ابھی اوپر بیان کردہ نتیجے سے ظاہر ہو گا۔ ثبوت کی ذمہ داری اپنی زیادہ تر اہمیت کھو دیتی ہے جہاں دونوں فریقوں نے اپنے ثبوت پیش کیے ہیں۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے ثبوت کی ذمہ داری پر کچھ زور دیا ہے، تاکہ خود اس بات کی جانچ کی جا سکے کہ آیا اس ذمہ داری کو مدمقابل، دیوتا نے نبھایا تھا۔ یہ عدالت عالیہ کے مندرجہ ذیل مشاہدے سے واضح ہوتا ہے:-

"ان اصولوں کے ذریعہ فیصلہ کیا گیا۔ نمائش۔ F، ٹرسٹ کا دستاویز بذات خود کوئی او قاف پیدا نہیں کرتا؛ اور مدعاعلیہان کے لیے ثبوت کے ذریعے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس مخصوص بت کے حق میں ایک موجودہ او قاف موجود تھا جس پر 'دیووٹر' کی وضاحت لاگو کی جا سکتی ہے۔

مزید آگے، عدالت عالیہ نے "بے شمار فیصلوں" کا حوالہ دینے کے بعد مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا۔

"مذکورہ بالا اصولوں کو اس معاملے کے حقائق پر لاگو کرتے ہوئے، ہم دیکھتے ہیں کہ جائیدادوں کو دیوتا کے لیے باضابطہ طور پر وقف کرنے کے حوالے سے کوئی ثبوت نہیں دیا گیا ہے سوائے اس کے جو نمائش F میں پڑھا گیا ہے۔ یہ بیان اس نتیجے کی حمایت کرنے کے لیے ناکافی ہے کہ ان جائیدادوں کی حقیقی لگن ہوئی تھی۔"

عدالت عالیہ کے مناسب احترام کے ساتھ، یہ تبصرہ کرنا ضروری ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ اس نے اس طرح کے مقدمات پر لاگو ہونے والے اچھی طرح سے قائم شدہ اصول کی نظر کھو دی ہے جس سے وہ نمٹ رہا تھا، کہ بارِ ثبوت ایک مدعی پر بھاری ہے جو ایک دستاویز کے اعلان کے لیے مقدمہ کرتا ہے جسے سنجیدگی سے انجام دیا گیا اور اندراج کیا گیا، ایک فرضی لین دین کے طور پر۔ بوجھ دوگنا بھاری ہو جاتا ہے جب مدعی دیوانی عدالت کے حکم کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کرتا ہے، جو عمل درآمد کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

کارروائی میں منظور کیا گیا تھا، جس میں کسی تیسرے فریق کے اس جائیداد کے دعوے کو برقرار رکھا گیا تھا جس کے خلاف عمل درآمد میں کارروائی کی جانی تھی۔ مدعی، جو اپنے خلاف منفی حکم کے اثر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے، اسے مثبت طور پر یہ ظاہر کرنا ہوگا کہ عمل درآمد دینے والی عدالت کی طرف سے مناسب تحقیقات پر منظور کیا گیا حکم غلط تھا۔ لہذا اس معاملے میں، اس حقیقت کے علاوہ کہ مدعاعلیہان مدعی تھے، ان پر ابتدائی بھاری بوجھ تھا نہ صرف یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ دعوی کیس میں دیوانی عدالت کا حکم غلط تھا، بلکہ یہ بھی کہ ٹرسٹ کا دستاویز جس پر مقابلہ کرنے والے مدعاعلیہ نے انحصار کیا تھا، فرضی تھا۔ حقیقت میں دونوں عدالتوں نے تمام متعلقہ شواہد پر بڑی تفصیل سے تبادلہ خیال کیا تھا، اور یہ نتیجہ اخذ کرنے پر اتفاق کیا تھا کہ مدعی اپنا مقدمہ ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جس سوال کا فیصلہ نچلی عدالتوں نے کیا اور عدالت عالیہ کے سامنے تنازعہ میں کون سا واحد سوال تھا؛ یہ تھا کہ آیا ٹرسٹ ڈیڈ ایک فرضی لین دین تھا۔ اس طرح کا سوال بنیادی طور پر ایک حقیقت ہے۔ میناکشی ملز، مدورائی بنام دی کمشنر آف انکم ٹیکس کے معاملے میں اس عدالت کا تازہ ترین فیصلہ دیکھیں۔ مدراس (مدراس)، جہاں یہ بیان کیا گیا ہے، دیگر باتوں کے ساتھ، کہ حقیقت کا نتیجہ، یہاں تک کہ جب یہ ثبوت پر پائے جانے والے دیگر حقائق سے نتیجہ ہے، قانون کا سوال نہیں ہے، سوائے کچھ مخصوص معاملات کے۔ ہمارے سامنے مقدمہ یقینی طور پر ان مخصوص مقدمات میں سے ایک نہیں ہے۔ یہ مشاہدات عدالت عالیہ کے فیصلے کو ہٹانے کے لیے مکمل طور پر کافی ہیں، لیکن ہم عدالت عالیہ کی وجوہات کا جائزہ لیں گے کہ آیا عدالت عالیہ ہر وقت یہ فرض کرتے ہوئے اپنے نتائج میں درست تھی یا نہیں۔ عدالت عالیہ حقیقت کے ان سوالوں میں جانے کی مجاز تھی۔ عدالت عالیہ دستاویز میں کچھ تلاوتوں سے کافی متاثر ہوئی، جیسا کہ درج ذیل مشاہدات سے ظاہر ہوگا:-

"سب سے بڑھ کر، ایک اور اہم بیان ہے جو بظاہر نچلی دونوں عدالتوں کے نوٹس سے بچ گئی ہے، اور وہ یہ ہے کہ 'ٹرسٹیز اگر کبھی ضروری سمجھیں تو جائیدادوں کو ٹھکانے لگا سکتے ہیں، اور دیوتا کی روزانہ کی پوجا کے لیے ایک پجاری بھی مقرر کر سکتے ہیں'۔

یہ مشاہدات کرتے ہوئے، عدالت عالیہ نے دستاویز کے اختتام پر درج ذیل پیراگراف کی حقیقی اہمیت کو مکمل طور پر نظرانداز کر دیا ہے:-

''چاہے یہ کہا جائے کہ اگر کسی بھی وقت اس کی ضرورت پڑے گی تو آپ ٹرسٹی آپ کی متفقہ رائے کے مطابق موضا س بارامنڈا، سری پور اور نواپلی وغیرہ، قلعہ کھردہ اور ضلع ڈانڈیمل میں واقع

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

جائیداد کو اس دستاویز کے شیڈول 'کھ' میں بیان کردہ غیر منقولہ جائیدادوں میں سے بیچ دیں گے اور عبادت کے مقصد سے کسی بھی نوکر وغیرہ کو مقرر کریں گے۔

دستاویز میں مذکورہ بالا شق سے یہ محسوس کیا جائے گا کہ ٹرسٹیز کو دستاویز کے ذریعے خاص طور پر کچھ مخصوص جائیدادوں کو الگ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا جو شواہد کے مطابق بہت تکلیف دہ طور پر واقع تھیں۔اس معاملے میں متنازعہ جائیدادیں اس زمرے میں نہیں ہیں۔یہ جائیدادیں کٹک قصبے میں زمین اور مکان ہیں، جہاں دیوتا واقع ہے۔لہذا، پہلی صورت میں، ٹرسٹیز کو دی گئی علیحدگی کا مخصوص اختیار، متنازعہ جائیدادوں پر لاگو نہیں ہوتا تھا۔دوم، ٹرسٹ کے دستاویز میں ایسی شق مکمل طور پر بے جا نہیں ہے، جو خود کو اس نتیجے پر پہنچا سکتی ہے کہ دستاویز پر عمل کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔

اس کے بعد عدالت عالیہ نے گواہ مدعاعلیہ 3 کے شواہد کی تفصیل سے جانچ کی، جو اپنے نتائج پر ایک قابل احترام شخص ہے۔اس گواہ کے بارے میں، عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا:

''بلاشبہ اس گواہ کی گواہی بڑے احترام کی حقدار ہے اور نچلی عدالتوں نے اسے قابل اعتماد تسلیم کیا ہے۔"

اس گواہ کے ثبوت سے نمٹتے ہوئے، عدالت عالیہ نے مزید تاثرات دینے کے لیے آگے بڑھا:

"ہم یہاں واحد سوال کے تعین سے فکر مند ہیں کہ آیا حقیقت میں دیوتا کے حق میں کوئی لگن رہی ہے۔جائداد متدعویہ کی کسی ایک چیز کے تحفے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی گواہ نہیں بلایا گیا ہے۔یہاں تک کہ مورتی کی تنصیب سے متعلق ثبوت بھی انتہائی غیر واضح ہیں۔"

یہاں ایک بار پھر، ایسا لگتا ہے کہ عدالت عالیہ نے گواہ مدعاعلیہ 1 کنج بہاری لال کے ثبوت کو نظر انداز کر دیا ہے، جس نے مندرجہ ذیل بیان کیا ہے:-

"متدعویہ دکان و گھر ٹھاکر کا ہے۔1870 یا1872 میں، شاید مانیکلال کے نام کے ایک شخص نے ٹھاکر کو متدعویہ دکان و مکان تحفے میں دیا۔

اس سوال سے نمٹتے ہوئے کہ آیا ٹرسٹ کے دستاویز کو نافذ کیا گیا تھا، عدالت عالیہ نے درج ذیل اہم مشاہدات کیے:——

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

"سال 1938 تک جائیدادوں کے کرایے اور منافع کی تخصیص کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اور یہاں تک کہ وہ کھاتے بھی، جن کے بارے میں مبینہ طور پر کہا جاتا ہے کہ انہیں برقرار رکھا گیا ہے، پیش نہیں کیے گئے ہیں۔"

عدالت عالیہ نے، یہاں ایک بار پھر، معاملے کے اس پہلو سے متعلق کچھ مادی شواہد کو نظر انداز کیا ہے۔ خاص طور پر اہم، ایک دھنشور لال کا ثبوت ہے جس سے دعویدار کی جانب سے مذکورہ دعوی کیس میں عدالتِ عمل درآمد نے تفتیش کی تھی۔ اس کے ثبوت میں مندرجہ ذیل بیان، جسے مقدمے میں نمائش M کے طور پر نشان زد کیا گیا تھا کیونکہ گواہ مر چکا تھا، مناسب ہے۔

"میں ٹھاکر کا معاملہ دیکھتا ہوں۔ میں ٹھاکر کی پنچایت کا رکن ہوں۔ میں اس کی پوجا بھی کرتا ہوں اور اس کے لیے 12 روپے وصول کرتا ہوں۔ 1934 سے میں ٹھاکر کے پجاری کے طور پر کام کر رہا ہوں، اور 1936 سے ٹھاکر کی زمین کی دیکھ بھال کر رہا ہوں۔ میں باقاعدگی سے کھاتے رکھتا ہوں۔ یہ اکاؤنٹس مقدمہ نمبر 94، سال 1941 کے سلسلے میں عدالت سیکنڈ منصف میں دائر کیے گئے ہیں۔ متدعویہ جائیداد ٹرسٹ ڈیڈ کے لاٹ 1 اور 2 سے متعلق ہے۔ پلاٹ 216 ٹھاکر کا مندر ہے۔ یہ دو منزلہ عمارت ہے۔"

گواہ سے مدعیوں نے جرح کی تھی جو اس دعوے کی مخالفت کر رہے تھے، اور اس کی جرح میں یہ بات سامنے آئی کہ گواہ کے بیان کردہ اکاؤنٹس دوسری عدالت سیکنڈ منصف میں دائر کیے گئے تھے، ان میں مندر میں کیے گئے اخراجات بھی شامل تھے۔ اس سلسلے میں، یہ قابل ذکر ہے کہ مدعیوں نے مدمقابل مدعاعلیہ سے متنازعہ جائیدادوں کے سلسلے میں ان کھاتوں کی کتابوں کو پیش کرنے کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ اگر اس فریق کو ان دستاویزات کو پیش کرنے کے لیے کہا گیا تھا اور وہ انہیں پیش کرنے میں ناکام رہا تھا، تو ایک منفی نتیجہ عدالت کے لیے جائز ہو سکتا تھا۔ لیکن بظاہر، دوسری اپیل پر، عدالت عالیہ اس طرح کا منفی نتیجہ اخذ کرنے کی طرف مائل تھی حالانکہ مقدمے میں اس طرح کے نتیجے کو جواز پیش کرنے کی کوئی بنیاد نہیں رکھی گئی تھی۔ اسی اثر کے لیے، عدالت عالیہ کے درج ذیل مشاہدات ہیں:-

"دوسری طرف، مقدمے کے دیگر حقائق اور حالات ایک مضبوط مفروضہ پیدا کرتے ہیں کہ حقیقت میں ایسا کوئی عطیہ نہیں تھا۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

لہذا یہ واضح ہے کہ دوسری اپیل پر عدالت عالیہ کا فیصلہ، نچلی دونوں عدالتوں کے حقائق کے بیک وقت نتائج کو الٹتے ہوئے، بار ثبوت کو غلط جگہ دینے کے بعد، زبانی اور دستاویزی شواہد سے اخذ کردہ نتائج پر مبنی ہے۔ یہ، عدالت عالیہ ایسا کرنے کی حقدار نہیں تھی۔ اس کے علاوہ، جیسا کہ ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں۔ یہاں تک کہ خوبیوں پر بھی، عدالت عالیہ کے نتائج سنگین تنقید کے لیے کھلے ہیں اور انہیں غیر مستحکم قرار دیا جانا چاہیے۔

مذکورہ وجوہات کی بنا پر یہ واضح ہے کہ عدالت عالیہ کے فیصلے کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ اس کے مطابق، اپیل پورے اخراجات کے ساتھ منظور کی جاتی ہے، اور مقدمہ خارج ہو جائے گا۔

اپیل منظور کی گئ۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document